وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

نزہۃ القاریٔ

مؤلف :-

فقیر محمد ابراہیم

سن اشاعت اوّل
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ
بمطابق دسمبر ۲۰۱۹ء

ناشر
حافظ ابوبکر اسمٰعیل باوا

مکتبۂ رونق میانما

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بعد اس کے فقیر محمد ابراہیم کی طرف سے خدمت میں بھائی مسلمان کی یہ التماس ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل اور مراتب بہت ہیں چنانچہ فرمایا رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم نے۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَرْفًا فَلَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔

۔(ترجمہ)۔جو شخص پڑھے قرآن سے ایک حرف پس اس کے واسطے دس نیکیاں ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے

اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ

۔(ترجمہ)۔زیادہ فضیلت عبادت کی تلاوت کرنا قرآن کا ہے

اور یہ بھی مروی ہے

خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

۔(ترجمہ)۔بہتر تم میں وہ ہے جو پڑھے قرآن کو اور پڑھائے

اور یہ فضائل اور مراتب اس وقت ہیں کہ جب قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھے،اور تجوید کہتے ہیں ہر حرف کو اپنے مخارج اور صفات کے ساتھ ادا کرنے کو جیسے تاء کی صفت باریک،طاء پُر،اور کاف باریک، اسی طرح تمام

حرفوں کو اپنے طور سے ادا کرنے کا نام تجوید ہے۔تب ایسے پڑھنے والے اور پڑھانے والے کے واسطے حکم ثواب کا ہے۔ پھر اگر کوئی بخلاف تجوید کے قرآن کو پڑھے تو بیشک گناہگار ہو گا۔ جیسا کہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ

مَنْ لَمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

ترجمہ۔لینا یعنی پڑھنا قرآن کو ساتھ تجوید کے تاکید اور واجب ہے جو نہیں تجوید سے پڑھے قرآن کو وہ گنہگار ہے۔ایسی قرآن خوانی کو صاحبِ خزینۃ الاسرار الکبریٰ نے حرام ثابت کیا۔

سو اب معلوم کریں لوگ جو کام و فعل حرام ہے اس کا کرنیوالا گنہگار ہے تو بہتر ہے کہ ایسے لوگ تلاوتِ قرآن اور پڑھانے سے باز رہیں تا کہ نفع کی جگہ نقصان اپنا نہ اٹھاویں کیونکہ ایسے پڑھنے والے پر قرآن لعنت کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ۔

ترجمہ۔بہت سے پڑھنے والے قرآن کے ہیں درآں حالانکہ لعنت کرتا ہے ان پر قرآن اور فقہاء کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض غلطی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔سو موافق قول فقہاء کے فقیر کے خیال میں آیا اکثر خواص سے بھی ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ جن سے نماز تک فاسد ہو جائے پھر اگر کوئی واقف انہیں غلطی سے خبر کرے تو بلا خوف ایسی فضول تقریریں کرتے ہیں،اور ایسے طعن قاریوں پر ڈالتے ہیں کہ جس سے ایمان کا فوت لازم آجائے،اس بلا سے مسلمانوں کو بچائے

اللہ تعالیٰ اوراس زمانے میں اکثرلوگ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہوکر بے فکر قرآن کے خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے والوں پر بداعتقادی لاتے ہیں، بلکہ اپنی نادانی سے جو زبان میں آوے کہتے ہیں اور طعن بھی کرتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں قرآن کوخوش آواز کرنے کے لئے بڑی تاکید آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

ترجمہ۔ہمارے طریقہ پر نہیں وہ شخص کہ نہیں خوش آوازی سے پڑھتا قرآن کو اور بھی مروی ہے

حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا۔

ترجمہ۔خوب اور نیک کروقرآن کو اپنی آوازوں سے اس واسطے کہ خوش آوازی قرآن کے حُسن کوزیادہ کرتی ہے،اوریہ بھی آیا ہے

فَاقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ۔

ترجمہ۔پڑھوتم لوگ قرآن کو ساتھ لہجۂ عرب کے توجولوگ قرآن کے قاریوں پرطعن کرتے ہیں توبیشک ان احادیث پر ثبوت طعن لازم آتا ہے اورطعن کرنے والے حدیث پر حکم کفرکاصاف ظاہر ہے نعوذ باللہ تب ہوشیار ہوجاویں لوگ ہرگز ایسے فاحش کلام زبان پرنہ لاویں،اب اس واسطے بھائی واقفین کی خدمت میں فقیر عرض کرتا ہے کہ بطوروعظ کے مسجدوں

اور مجلسوں میں جواحادیث کہ اوپر مذکور ہوئی ہیں واقف کرادیں تاکہ لوگ ہدایت پاویں کیوں کہ یہ ضروریات سے ہے، بعد اسکے فقیر نے یہ رسالہ واسطے خواہش کرنے والے تجوید قرآن کے تالیف کیا، اور نام اس کا نزہتہ القاری رکھا۔ وجہ تالیف اس رسالہ کی یہ ہے کہ فقیر نے جب بعض ہندی رسالوں میں بعض قاعدۂ عرب کی معتبر کتابوں کے خلاف دیکھا اِس لئے افادۂ مسلمین کے لئے بہت جدّوجہد وکوشش کرکے چند احکام تجوید کی معتبر کتابوں کا مطالعہ کرکے مختصر عبارت کے ساتھ یہ ترتیب الاحکام مرقوم الذیل کیا اللہ تعالیٰ نفع دیوے اس سے ہر طالبوں کو اور نیک توفیق دیوے ہر خاص وعام کو۔ آمین ثم آمین۔

اَحْکَامُ
نون ساکن اور تنوین کے

احکام نون ساکن اور تنوین کے چار ہیں (۱) اظہار (۲) قلب (۳) ادغام (۴) اخفاء پس پہلا حکم اظہار کا یعنی فقط زبان سے ظاہر کرنا بدون اخفاء اور غنّہ کے کہ جب وہ نزدیک آویں ان چھ حروف حلق کے، ء۔ہ۔ع۔ح۔غ۔خ جس طرح

مِنْ اَجَلٍ۔ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ بِمَنْ هُوَ۔ كُلًّا هَدَيْنَا۔ مِنْ حَقٍّ۔ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ يُنْفِقُ۔ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ مِنْ خَيْرٍ۔ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ يُنْغِضُوْنَ۔ اِلٰهٌ غَيْرُهٗ۔

دوسرا حکم قلب کا یعنی بدل کرنا نون ساکن اور تنوین کو میم کے ساتھ غنّہ

اوراخفاء کے جب مل جاوے وہ حرف باء کو جیسے مِنۡ بَأۡسٍ جُنُبٍ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ
تیسرا حکم ادغام کا یعنی ملادینا[1] نون ساکن اور تنوین کو جب پاس آویں اور وہ
دونوں ان چھ[6] حروف سے یَرۡمَلُوۡنَ کے لیکن یاء اور میم نون اور واؤ میں
ادغام با غنّہ کیاجاوے جیسے

مَنۡ یَّفۡعَلُ۔ قَوۡمٌ یَّعۡکِفُوۡنَ۔ مِنۡ مَّالٍ۔ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ۔

مِنۡ نَّفۡعِہٖ۔ سُلۡطَانًا نَّصِیۡرًا۔ مِنۡ وَّالٍ۔ ھُزُوًا وَّلَعِبًا۔

مگر جب ایک ہی لفظ میں نون ساکن اور حرف ادغام جمع آویں تو نہ ادغام
کیاجاوے مانند صِنۡوَانٌ۔ قِنۡوَانٌ اور بُنۡیَانٌ اور دُنۡیَا کے اورلام اور راء میں
ادغام بے غنّہ کیاجاوے جس طرح مَنۡ لَّا یُجِبۡ۔ رِزۡقًا لَّکُمۡ۔ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ۔ عَزِیۡزٌ رَّحِیۡمٌ۔
مگر مَنۡ (سکتہ) رَاقٍ میں حفصؒ کی روایت میں ادغام نہیں ہوتا اس واسطے
کہ وجہ سکتہ کی اس میں غالب[2] ہے۔
خلاصہ: سکتہ بمعنی قطع الصوت یعنی توڑنا آوازاس طورپر کہ سانس اس میں
باقی رہنے نہ آواز کو توڑ کرایسا ٹھہرے کہ مانند وقف کے صوت سانس تک
جاری کرے سوااس قسم کے سکتے حفصؒ کی روایت میں چار ہیں پہلا سورۂ کہف

---

[1] لیکن ملاتے وقت یہ خیال رہے کہ دوسراحرف مشدّد سنائی دے خواہ
دوسرے حرف پر تشدید ہویانہ ہو۔ ابن ضیاء عفی عنہ مدرسہ سجانیہ الہ آباد
[2] یعنی بطریق شاطبیؒ مَن پر سکتہ واجب ہے لہذاسکتہ کرتے وقت اظہار کرنا
چاہیئے ۔ ابن ضیاء عفی عنہ۔

میں عِوَجًا کے الف پر دوسرا سورۂ یٰسین میں مِنْ مَّرْقَدِنَا کے الف پر تیسرا سورۂ قیامہ میں مَنْ رَاقٍ سکتہ کے نون پر چوتھا سورۂ مطفّفین میں بَلْ سکتہ رَانَ کے لام پر۔

چوتھا حکم اخفاء کا یعنی پوشیدہ کرنا نون ساکن اور تنوین کو غنّہ کے ساتھ جب آویں وہ نزدیک باقی پندرہ حرفوں کے، وہ حرف یہ ہیں۔ ت۔ث۔ج۔د۔ذ۔ز۔س۔ش۔ص۔ض۔ط۔ظ۔ف۔ق۔ك۔ جیسے

لَنْ تَفْعَلُوْا۔ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ۔ مِنْ ثَمَرَةٍ۔ مَنْ جَآءَ۔ صَعِيْدًا جُرُزًا۔ مِنْ دُبُرٍ۔ كَاْسًا دِهَاقًا۔ يُنْذِرُوْنَ۔ ظِلٍّ ذِيْ۔ كَنْزٌ۔ نَفْسًا زَكِيَّةً۔ يَنْسِلُوْنَ۔ قَوْلًا سَدِيْدًا۔ مَنْ شَكَرَ۔ شَيْءٍ شَهِيْدًا۔ مِنْ صِيَامٍ۔ قَوْمًا صَالِحِيْنَ۔ لِمَنْ ظَلَّ۔ عَذَابًا ضِعْفًا۔ يَنْطِقُ۔ صَعِيْدًا طَيِّبًا۔ يَنْظُرُوْنَ۔ ظِلًّا ظَلِيْلًا۔ يُنْفِقُوْنَ۔ قَوْمًا فَاسِقُوْنَ۔ مِنْ قَبْلُ۔ رِزْقًا قَالُوْا۔ مِنْكُمْ۔ بِدَمٍ كَذِبٍ۔

اور غنّہ واجب ہے میم اور نون میں جب کہ وہ دونوں تشدید دئے جاویں جس طرح لَمَّا اِنَّ جَهَنَّمَ

احکام میم ساکن کے

احکام میم ساکن کے تین ہیں۔ اخفاء ادغام اظہار پہلا اخفاء کر کے پڑھیں جب وہ میم باء کے پاس آوے جیسے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور اگر بعد میم ساکن کے میم آوے تب ادغام اور غنّہ اس میں ضرور ہے جیسے عَلَيْهِمْ مَّطَرًا اور سوائے باء اور میم کے باقی حرفوں کے پاس میم ساکن آوے تو اظہار کر کے وہ

میم پڑھی جاوے ،خاصکر جب واو اورفاء کے پاس آوے جس طرح

عَلَيۡهِمۡ وَلَاهُمۡ فَاسِقُوۡنَ۔

احکام ادغام کے

حکم ادغام کا یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنے اورملانے کا سواگردو حرف پاس پاس آویں ایک صفت اور ایک مخرج کے پہلا ساکن اوردوسرا متحرک تب ساکن حرف متحرک میں ادغام کیاجاوے اور اس ادغام کو ادغام مثلین بولتے ہیں جیسے اِذۡهَبۡ بِّكِتَابِيۡ،بَلۡ لَّا مگر اَلَّذِيۡ يُزَكِّيۡ اور قَالُوۡا وَهُمۡ میں ادغام نہ کریں اس واسطے کہ ایسے مقام میں ادغام کریں تو صفت مد طبعی کی جاتی رہتی ہے،اور مد طبعی کا بیان آگے معلوم ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ اوراگر دوحرف ایسے پاس آویں کہ وہ دونوں مخرج میں متفق ہوں اورصفت میں غیر مانند تاء دال اورطاء تاء اورثاء ذال اورباء میم اورذال ظاء کے تب ادغام کیاجاوے اورنام اس ادغام کاادغام متجانسین ہے جیسے

اَحَطْتُّ۔ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ۔ عَاهَدْتَّ۔ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا۔

اِذْ ظَّلَمْتُمْ۔ يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا۔ يَلْهَثْ ذّٰلِكَ۔

مگر مثل قُلْ رَّبِّ اور نَخْلُقْكُّمْ کے ادغام میں حفصؒ کی روایت میں متقاربین سے بعضوں نے شمار کیاہے کیونکہ ان حرفوں کے مخرج قریب قریب ہیں اور بعضوں نے شمار کیاہے متجانسین میں اس واسطے کہ ان حرفوں کے مخرج بہت ہی قریب قریب بہ نسبت اورقریب مخرج والے حرفوں کے

ہیں اسی وجہ سے حکم میں ایک مخرج والے حرفوں کی گردان کے متجانسین میں شامل کیا ہے اور یہی اولیٰ ہے اور بَلْ رَّانَ میں ادغام حفصؒ کی روایت میں درست ہیں اس واسطے کہ یہ مقام سکتہ کا ہے اور سکتہ کا بیان اوپر ہو چکا۔ اور اگر دو حرف قریب مخرج والے جمع آویں اور صفت ان دونوں کی غیر ہوں تب ادغام کیا جاتا ہے۔ اور لقب اس ادغام کا متقاربین ہے لیکن یہ ادغام حفصؒ کی روایت میں کم ہوتا ہے۔

حکم لام اللہ کے

لام اللہ پُر پڑھا جاتا ہے جب ما قبل اس لام کے مضموم یا مفتوح ہوگا وَاللّٰہُ۔ اَللّٰھُمَّ۔ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہِ اور باریک پڑھا جاتا ہے جب ما قبل لام اللہ کے مکسور ہوگا جیسے لِلّٰہِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ اور لام اللہ کے سوائے ہر مقام میں حفصؒ کی روایت میں لام باریک پڑھا جاتا ہے۔

اقسام مدّ کے

حرف مد کے تین ہیں واو، الف، یاء اس شرط پر کہ واؤ ساکن ما قبل ضمّہ اور یاء ساکن ما قبل کسرہ اور الف ساکن ما قبل فتحہ ہو سو جب بعد حرف مد کے ساکن یا ہمزہ نہ ہوگا تب اس مد کو مد طبعی اور مد اصلی میں گنتے ہیں جیسے نُوْحِیْھَا اور مد طبعی ایک الف کے برابر دراز کیا جاتا ہے اور واجب ہے مد اگر آوے ہمزہ بعد حرف مد کے ایک ہی لفظ میں اور اس مد کو مد متصل اور مد واجب بولتے ہیں جیسے اُولٰٓئِکَ، شَآءَ، جَآیْءَ، سُوْٓءَ اور جائز ہے مد اگر آوے حرف مد کا ایک لفظ میں اور ہمزہ دوسرے لفظ میں جس طرح وَمَآ اُنْزِلَ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ، فِیْٓ اٰذَانِھِمْ، قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ، اور اس

مدکو مد منفصل بولتے ہیں

خلاصہ

مد منفصل میں مد اور قصر دونوں وجہیں اس میں جائز ہیں، لیکن معمول ہے قاریوں کا مانند مد متصل[1] کے چار الف برابر کھینچنے کا الف کا اندازہ اس طور پر معلوم کریں کہ کوئی انگلی کو سیدھا کر کے بند کریں نہ جلد نہ آہستہ تو اسی طرح ایک الف دو الف تین الف چار الف مد کا اندازہ کریں۔ اور اگر بعد حرف مد کے ساکن عارضی ہو اصلی نہ ہو یعنی حالتِ وقف میں وہ ساکن باقی رہے اور وصل میں باقی نہ رہے تو اس مد کو مد عارضی[2] اور جائز بولتے ہیں جیسے تَعْلَمُوْنَ اور خَبِيْرٌ اور حِسَابٌ پھر اگر واؤ یا یاء ساکن ماقبل ان دونوں کے مفتوح ہو تو اس مد کو مد لین[3] کہتے ہیں جیسے خَوْفٌ، سَيْرٌ، بَيْتٌ اور مد لین میں حالت وقف میں مد ہوتا ہے اور اگر ماقبل حرف مد کے ہمزہ آوے تو

---

[1] مد متصل اور منفصل کی مقدار دو الف ڈھائی الف چار الف ہے اس کو توسط کہتے ہیں۔ ابن ضیاء عفی عنہ۔

[2] اس مد عارضی میں مد کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہے اور اسی طرح مد لین لازم اور عارضی میں بھی لیکن مد عارضی اور مد لین لازم میں مد کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے۔ ۱۲۔ ع

[3] اگر حرف لین کے بعد کا سکون اصلی ہو تو مد لین لازم ہے جیسے عین حروف مقطعات میں اور اگر سکون عارضی وقفی ہو تو مد لین عارضی کہیں گے۔ ۱۲۔

اس مد کو مدّبول بولتے ہیں جیسے اٰمنُوا اِیمَانًا اُوتیَ[1]

احکام مدلازم کے

اور مدلازم وہ ہے کہ جب بعد حرف مد کے ساکن اصلی پایاجاوے یعنی وقف اور وصل دونوں حالت میں وہ ساکن باقی رہے اور اقسام مدّلازم[2] کے قاریوں کے نزدیک چار ہیں، اوّل کلمی، دوسرا حرفی، پھر یہ ہردو قسم ہیں۔ کلمی مثقّل اور کلمی مخفف اور حرفی مثقّل اور حرفی مخفف۔

کلمی وہ ہے کہ حرف مد اور ساکن لفظ میں جمع ہوں۔ اور حرفی وہ ہے کہ تین حروف والے حرفوں میں حرف مد اور ساکن پایاجاوے جیساکہ شروع میں سورتوں کے ہوتے ہیں سو اس قسم کے حروف آٹھ ہیں جوالفاظ میں کَمْ عَسَلٍ نَقصٍ کے سبب جمع ہیں اوران دونوں کو (یعنی مدلازم کلمی اور حرفی کو) مثقّل بولتے ہیں۔ جب بعد حرف مد کے باتشدید ساکن ہو جس طرح

---

[1] ۔ بروایت حفصؒ مدبول میں صرف قصر ہے۔ ابن ضیاء عفی عنہ

[2] ۔ مدلازم خواہ کلمی ہو خواہ حرفی متصل ہو یا مخفف بہرصورت تین الف یا پانچ الف مقدار جائز ہے اسکو قراء طول کہتے ہیں۔ اسمیں توسط جائز نہیں اور نہ قصر ۱۲۔ ابن ضیاء عفی عنہ

وَلَاالضَّآلِّیْنَ، دَآبَّۃٍ، یُحَآجُّوْنِّیْ، آلٓمّٓ، یہ مثالیں مدلازم کلمی اور حرفی مثقّل کی دی گئیں سمجھ لیں۔ ساتھ مثالوں کے اوران دونوں کو(یعنی مدلازم کلمی اور حرفی کو) مخفف بولتے ہیں جب بعد حرف مد کے بے تشدید کے فقط جزم کے ساتھ ساکن ہو جس طرح آلْئٰنَ، عٓسٓقٓ، الٓمّٓ، نٓ، صٓ، قٓ، پہلی مثال کلمی مخفف اور باقی مثالیں حرفی مخفف کی ہیں سوائے تین حرف والے حروف کے جو حرف الف کے ساتھ سورتوں کے شروع میں ہوں گے وہ مد طبعی میں شمار کئے جاتے ہیں جس طرح طٰہٰ، یٰ، رٰ، حٰ۔

احکام را کے

را پُر پڑھی جاتی ہے جب اس راء پر فتحہ یا ضمّہ ہو یا راء ساکن ہو اور پہلے اس کے فتحہ یا ضمّہ ہو جس طرح رَسُوْلٌ رُوْسٌ مثال ساکن کی جیسے یَرْجِعُوْنَ، ارْکُسُوْ، اور اگر راء مکسور ہو یا ساکن ہو یا ساکن ماقبل اس کے کسرہ ہو تو باریک پڑھی جاتی ہے جیسے ذِکْرًا فِرْعَوْنَ لیکن راء ساکن بعد کسرۂ عارضی کے جب آوے تب وہ راء پُر پڑھی جاتی ہے جیسے مَنِ ارْتَضٰی، اَمِ ارْتَابُوْا، اِنِ ارْتَبْتُمْ۔

خلاصہ

کسرۂ عارضی نام ہے اس کسرہ کا جو پیچھے آئے یعنی آگے وہ کسرہ نہ تھا بلکہ پہلے ساکن تھا پھر اس ساکن کو دوسرے لفظ کے ساتھ ملانے کے لئے وہ کسرہ لایا گیا

اور جس راء کے پہلے کسرہ ہے اس راء کے بعد حرف اِستعلاء کے آنے سے بھی وہ راء پُرپڑھی جاتی ہے اور حرفِ اِستعلاء کے سات ہیں۔ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں سب منحصر ہیں جیسے فِرْقَةٍ، مِرْصَادٍ، قِرْطَاسٍ، مگر فرق کی راء کو پُر اور باریک پڑھنے میں اختلاف ہے لیکن پُر پڑھنا معمول قاریوں کا ہے۔[1] اور اگر راء کے پہلے یاء ساکن ہو تو وقف کی حالت میں وہ راء باریک پڑھی جاتی ہے جیسے خَبِیْر، سَیْر، غَیْر، اور جس راء پر وقف کریں اس راء کے پہلے یاء ساکن نہ ہو بلکہ دوسرا کوئی حرف ساکن ہو پھر اس ساکن سے پہلے فتحہ یا ضمہ[2] ہو تو پُرپڑھی جاتی ہے جیسے شَهْرٌ، خَسِرٌ، صُدُوْرٌ، پھر اگر اس ساکن حرف کے پہلے زیر ہو گا تو باریک پڑھی جائے گی جیسے ذِکْرٌ شِعْرٌ۔[3]

12

حکم ہاء ضمیر کا

ہائے ضمیر اسکو کہتے ہیں جو ہاء آخر لفظ میں آتی ہے۔ اور اس کا ترجمہ ہندی میں معنیٰ (اِس کے یا اس کے آتے ہیں) پس اگر ہاء ضمیر پر ضمہ ہو اور ما قبل اس کے متحرک ہو اس ہاء کے ساتھ ایک واؤ ملاتے ہیں جیسے لَهٗ اور اگر کسرہ ہو تو یاء ملاتے ہیں

1۔ اس کو باریک بھی پڑھ سکتے ہیں ۱۲ عنایت اللہؒ

2۔ فجر میں اذا یسرہ کی راء اس سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ راء باریک بھی پڑھی جاتی ہے۔ ۱۲ محمد عنایت اللہؒ

3۔ لیکن لفظ مصر اور قطر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ۱۲ محمد عنایت اللہؒ

4۔ لیکن لفظ یرضہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ ۱۲ محمد عنایت اللہؒ

جیسے بِہٖ اور اگر ہاء ضمیر کے پہلے ساکن ہو تو واؤ یاء زیادہ نہیں کرتے ہیں جیسے عَلَیْہِ، وَفِیْہِ مگر فقط فِیْہٖ مُھَانًا میں باوجود ساکن ہونے کے بھی زیادہ کرتے ہیں اور جس ہاء ضمیر کے بعد ساکن ہوگا تو واؤ یاء زیادہ نہیں کیا جاتا جیسے وَحْدَہُ اسْمَآزَّتْ، لَہُ الرَّسُوْلُ، بِہِ اللّٰہُ۔

حکم قلقلہ کا

ب ج د ط ق ان پانچ حرفوں میں ساکن اور وقف کی حالت میں قلقلہ کریں یعنی وقف کی صورت میں قلقلہ کچھ زیادہ ظاہر کریں۔

خلاصہ

قلقلہ کے معنیٰ جنبش ہونے اور آواز ہونے کے ہیں اور طریقہ قلقلہ ادا کرنے کا یہ ہے کہ جیساکہ کوئی گول چیز سخت زمین پر ڈالی جائے تو فوراً اوپر کو جنبش کے ساتھ اچھل اٹھتی ہے۔ اسی طرح حروف قلقلہ کے ہر حرف میں اپنے مخرج میں پہنچ کر جنبش اور اچھلنے کے ساتھ ایک آواز ظاہر ہوتی ہے اگر وقف میں وہ حروف واقع ہوں تو تھوڑی سی بھی حرکت فتحہ کی اس میں ظاہر نہ کریں اور نہ کسرہ وضمّہ ظاہر کریں جیسے حِسَاب شَدِید جُلُود اور اگر وہ حروف قلقلہ وقف میں نہ ہوں بلکہ ساکن درمیان لفظ کے ہوں تب بھی حرکت فتحہ کی اس میں نہ ظاہر کریں اور قلقلہ بھی کم کریں جیساکہ یَجْھَلُوْنَ، یَدْخُلُوْنَ۔

۱۔ حروف قلقلہ جب متحرک ہوتے ہیں تو اس وقت بھی صفت قلقلہ ادا ہوتی ہے لیکن حرف میں ظاہر نہیں ہوتی اس لئے لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف سکون اور وقف ہی میں یہ صفت ادا ہوتی ہے یہ خیال صحیح نہیں ۱۲ ابن ضیاء عفی عنہ

فائدہ: پوشیدہ نہ رہے کہ بعض عوام الناس قلقلہ کے ادامیں تشدید ظاہر کرتے ہیں یہ غلط محض ہے نہ کرناچاہیئے۔

احکام مخرج حرفوں کے

مخرج کے معنی نکلنے کی جگہ ۔سو حرفوں کے کل مخرج سترہ ہیں اس طورسے معتبر قاریوں نے مقرّرکیا۔ کہیں تو تین حروف سے فقط ایک ہی مخرج اور کہیں تو دو حرف مخرج ایک اور کہیں ایک حرف کا ایک مخرج اسی طرح انتیس حروف کو سترہ مخرج پر منحصر کیاہے پس ان میں سے پہلا مخرج الف کا ہے الف نکلتا ہے جوف سے جوف کے معنی خالی پن اور درمیان سو الف اداکرتے وقت منھ اور حلق کے درمیان خالی ہوجا تاہے اور جو واؤ یامد کے لئے خاص ہیں، ان کے مخرج میں بھی مانند الف جوف ہے اور یہ تینوں ہوا پر انتہاء ہوتے ہیں منھ اور حلق اور زبان کے کسی فرد سے ٹیک نہیں رکھتے بلکہ منھ اور حلق کے درمیان ایک ہوا پیدا ہو کر اسی ہواپر تمام ہوتے ہیں اور جو واؤ یامد کے لئے نہیں ہیں ان کے مخرج آگے بیان ہوں گے اور دوسرا مخرج اقصائے حلق۔اقصائے حلق بولتے ہیں حلق کے آخر کو جو سینے کے ساتھ متصل ہے سو وہ مخرج ہمزہ اور ہاء کا ہے۔ تیسرا مخرج عین اور حاء کا وہ دونوں نکلتے ہیں وسط حلق سے یعنی بیچ حلق کے چوتھا مخرج ادنیٰ حلق کا یعنی حلق کا آخر جو زبان کی جڑ کیساتھ ملاہے سو اس سے غین اور خاء نکلتے ہیں۔ پانچواں مخرج قاف کا زبان کا اقصاء یعنی زبان کی جڑ اور اوپر کا تالو جو جڑ کے برابر ہے۔

چھٹا مخرج کاف کا ہے مخرج اس کا زبان کا بیچ اور جڑ کے درمیان اور اوپر کا تالو جو اس

کے برابر ہے۔ ساتواں مخرج جیم اور شین اور جو یاءمد کے واسطے نہیں یہ تینوں نکلتے ہیں وسط زبان سے یعنی زبان کا بیچ اوراوپر کا تالو جو برابراس کے ہے۔

آٹھواں ضاد کا مخرج ہے زبان کی جڑ کا کنارہ خواہ کنارہ ڈاڑھ داہنا یا بایاں جب کہ مل جاوے وہ کنارہ اضراس سے جس کو ہندی میں ڈاڑھ بولتے ہیں مراد اوپر ڈاڑھ ہے۔

خلاصہ

ضاد نکلتے وقت جو زبان کے کنارے کا مذکور ہوا سی کنارے کے اوپر کی ڈاڑھ کے ساتھ ملاکے،اداکرے ایسانہ ہوکہ سرزبان کوٹیڑھاکر کے ڈاڑھ میں ملادے اوراس سے اداکرے۔

مخفی نہ رہے کہ آدمی کے دانتوں کی تعداد کا تیس اور دو ہیں۔ پس ان میں سے ہر ہر دانت کے علیحدہ علیحدہ نام مقرّر ہیں پہلا ثنایا علیا اوردوسراثنایاسفلیٰ یہ ان آگے والے چار دانتوں کے نام ہیں جو زبان کے سرے سے ملے ہوئے ہیں پھر اوپر کے دونوں ثنایاعلیا اور نیچے کے دونوں ثنایاسفلیٰ کہتے ہیں۔ رباعیہ را کے زبر کے ساتھ چار دانت ہیں کہ جو چاروں کناروں میں چار ثنایائے سفلیٰ اورعلیا کے ایک ایک لگے ہوئے ہیں۔ اور ناب کے بھی چار دانت ہیں جو ایک ایک چار کنارے چار رباعیہ کے لگے ہیں اور باقی بیس دانت اضراس کے ہیں چاران میں سے ضواحک جو لگے ہوئے ہیں کنارے میں ایک ایک چار ناب کے۔اور طواحن بارہ ہیں جو آخر میں ضواحک کے تین تین ہیں اور باقی آخر کے چار دانت کے نام نواجذ ہیں۔

نواں لام کا مخرج ہے زبان کے سر کا کنارہ اوپر کے اس تالو سے جو مسکرہ

ناب کے برابر ہے بشرطیکہ زبان کی جڑ کے کنارے تک زور پڑے اور وہ مسکرہ نہیں جو ثنایا سے ملا ہوا ہے۔

خلاصہ: مسکرہ ہندی میں اس گوشت کو کہتے ہیں جو دانتوں سے ملا ہوا ہے

دسواں نون کا مخرج ہے زبان کا سرا اور اس کے برابر کے اوپر کا تالو، گیارہواں مخرج راء کا ہے زبان کی پیٹھ سے جو سر کی طرف ہے۔ بارہواں طاء اور دال اور تاء کا مخرج ہے۔ زبان کا سر اور ثنایائے علیا کی جڑ تیرہواں زاء اور سین اور صاد کا مخرج ہے زبان کا کنارہ جو سر کی جانب ہے اور ثنایائے سفلیٰ کا سرا ہے اور ان تین حرف کو حرف صغیر بولتے ہیں۔ چودہواں مخرج ظاء اور ذال اور ثاء کا زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سر۔ پندرہواں مخرج فاء ثنایا علیا کا سر اور نیچے کے ہونٹ کا پیٹ۔ سولہواں مخرج دونوں ہونٹ اس سے نکلتے ہیں باء اور میم اور وہ واؤ جس میں مدّہ نہیں مگر واؤ مد کے نکلتے وقت دونوں ہونٹ کے درمیان جوف ہو جاتا ہے اور باء و میم میں ہونٹ ہونٹ سے ملجاتا ہے۔ سترہواں مخرج ناک کا بانسہ سو وہ غنّہ[1] کا مخرج ہے جیسے ابن الجزری نے فرمایا ہے **وغُنۃ مخرجھا الخیشوم**

ترجمہ: اور غنہ مخرج اس کا ناک کا بانسا ہے۔

خَاتِمۃُ الطّبع

[1] اس سے مراد نون مخفی و مدغم با دغام ناقص ہے کذافی فوائد مکیہ
[1] اور صفت غنہ نون میم کے ساتھ ہی ادا ہو جاتی ہے کذا فی ضیاء القرآت
حرف غنہ کی مقدار ایک الف کی ہے ۱۲

احقر ابن ضیاء عفی عنہ قادری الہ آبادی